سبق اردو

جلد: ۱۰،شمارہ :5

website: sabaqeurdu.com
E-mail: sabaqeurdu@gmail.com

مئی ۲۰۲۵

ایڈیٹر،پرنٹر،پبلشر: محمد سلیم
سرنامۂ سرورق : عادل منصوری
Net Banking:SABAQ -E-URDU(MONTHLY)

موبائل: 9696486386,9919142411
سرورق : دانش الہ آبادی
IFSC BARB 0 GOPI BS A/C28240200000214

فی شمارہ:۲۰۰(دوسو روپے)
زرتعاون:۱۰۰۰ (ایک ہزار روپے)
Bank of Baroda, Branch: Gopiganj

مطبع:عظیم انڈیا پرنٹنگ پریس،سنت روی داس نگر، بھدوہی زرسالانہ:۲۴۰۰ (چوبیس سو روپے)
Gopiganj-221303,Dist.Bhadohi,UP,INDIA

کسی بھی تحریر سے ادارہ کا متفق ہونا لازمی نہیں ہے۔کسی بھی معاملے کی سنوائی صرف ضلع س۔ر۔ن۔(بھدوہی) ہی کی عدالت میں ہوگی۔ادارہ

دانش الہ آبادی
چیف ایڈیٹر

4	گلستان سعدی میں رعیت پروری اور کمزوروں کی دستگیری کے درس کی عصری معنویت	(1) عبدالقیوم (2) پروفیسر عزیز بانو
7	شوکت حیات کے افسانوں میں سیاسی وسماجی شعور	فیضان الرحمن
11	اردو غزل اور مظفر حنفی	عابد سلمی
13	غضنفر کی ناول نگاری	محمد معراج عالم
18	موجودہ دور میں قرآنی بلاغت کی پیش رفت	ڈاکٹر محمد یوسف میر
21	علامتی اور تمثیلی اسلوب کے پیروکار :اقبال مجید	مہرالنساء
25	عصمت چغتائی کے ناول اور حقوق نسواں	شبانہ خاتون
29	پیغام آفاقی کے افسانوں کا تعارف	محمد مسعود عالم
32	فیض کی غزلیہ شاعری کا فکری وفنی اختصاص	ڈاکٹر محمد نجم الدین

موجودہ دور میں قرآنی بلاغت کی پیش رفت

ڈاکٹر محمد یوسف میر

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی، اسلامک یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، کشمیر

قرآن حکیم مختلف علوم وفنون کی تاریخ کا ایک سرچشمہ ہے اور انسان کی ضروریات مطالعہ نے اس سے علوم کے موتی اور بیش بہا خزانوں کے استخراج کو ممکن بنایا۔ اسکے مضامین وموضوعات کی وسعت اور معنی کی گہرائی پوری نوع انسانی کے لئے ایسا قندیل رہبانی ثابت ہوئے کہ دائمی فوز وفلاح کی خاطر اس سے راہنمائی حاصل کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ معنی کی اس گہرائی اور موضوعات کی وسعت کے ادراک اور انکی افہام وتفہیم کی راہ کو ہموار بنانے کے لئے قرآن نے بار بار اپنے قارئین اور مخاطبین کو تدبر اور تفکر کی دعوت دی ہے جس نے اسکے اسلوب، تراکیب اور زبان وبیان کے مطالعہ کو بھی علوم وفنون کا درجہ عطا کیا ہے اور یوں اس سے متعدد علوم وجود میں آئے جن میں تفسیر اور اصول تفسیر، حدیث اور اصول حدیث، فقہ اور اصول فقہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

جہاں قرآن جیسی انقلابی کتاب نے علمی دنیا کو ارتقاء بخشا وہیں اسکا مطالعہ ادب اور فن میں موجود صوری اور معنوی عناصر کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوا۔ لیکن قرآن کے جس پہلو نے ابتداء سے موجودہ دور تک بڑے بڑے ادباء، علماء اور نقاد کی توجہ اپنی طرف مبذول کی وہ اسکا معجزانہ اسلوب ہے جس کے تجزیاتی مطالعہ نے ادبی دنیا کو کافی حد تک متاثر کیا ہے۔ قرآن کے اس زاویہ کے حوالے سے ڈاکٹر محمد رضی الاسلام نے بہترین لکھا ہے کہ "علوم قرآن کے تمام مباحث پر قرن اول سے اب تک ہر پہلو اور ہر زاویہ سے بحث کی جاتی رہی ہے لیکن پھر بھی ان کا حق ادا نہ ہوسکا اور اب بھی وہ تشنہ معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرے مباحث کی طرح اعجاز قرآن کا موضوع بھی ابتداء ہی سے زیر بحث رہا ہی " (قرآن کریم کا اعجاز بیان، ڈاکٹر عائشہ عبدالرحمن، ترجمہ محمد رضی الاسلام ندوی، ص ۹)۔

قرآن کے اس ساحرانہ اور معجزانہ اسلوب کو سمجھنے کے لئے اسکے نزول کے زمان ومکان کا جائزہ لینا امر ناگزیر ہے۔ نبوت کے ابتدائی ادوار میں قلیل تعداد کے علاوہ جو خوش نصیب اسلام کے دائرہ توحید میں داخل ہوئے انکے مشرف با اسلام ہونے کا بنیادی محرک قرآن کا معجزانہ اسلوب تھا جس نے انکے دلوں کی کایا ہی پلٹ دی۔ اس حوالے سے تاریخ اسلام میں کئی منفرد اور بے مثال نمونے ملتے ہیں جو کلام الہی کے پرکشش اور اسکے سحر آمیز اسلوب پر ایک واضح اور مبین دلیل پیش کرتے ہیں، مثال کے طور پر جب حضرت عمرؓ اپنے قبول اسلام کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "فلما سمعت القرآن رق له قلبي فبكيت، ودخلني الاسلام" یعنی جب میں نے نبی ﷺ کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو میرے دل پر رقت طاری ہوئی اور میرے وجود میں اسلام سرایت کرنے لگا۔ (التصویر الفنی فی القرآن، سید قطب، ص: ۱۴)۔ ان کلمات سے یہ بات صراحۃ واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت عمرؓ اس وقت قرآن کی کسی تفسیر کا مطالعہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کسی مہیب منظر کا مشاہدہ کررہے تھے جس کی وجہ سے وہ اشکبار ہوئے بلکہ یہ قرآن کا اسلوب بیان ہی ایسا ہے جسکو سن کر اسے یوں محسوس ہوا ہے کہ جیسے یہ اسکے قلب پر نازل ہو رہا ہے۔

اسی طرح جب ولید بن مغیرہ نے کلام الہی میں سے کچھ آیت کی تلاوت سنی تو اسے اپنے باطن میں ارتعاش جیسی کیفیت محسوس کی اور قرآن کے اس اسلوب بیان پر اپنی رائے اس طرح ظاہر کی "ان لقوله لحلاوة، وان عليه لطلاوة، وانه يحطم ما تحته، وانه ليعلو وما يعلى"۔ غرض قرآن کے اس معجزانہ اسلوب نے اہل علم کی توجہ مبذول کرکے انکو اسکے اسرار اور سرچشموں کا متلاشی بنادیا اور یوں اس طرح ایک نئے علم کو وجود بخشا جو علم بلاغت سے موسوم ہے۔

قرآن کے زبان وبیان اور اسکے معجزانہ اسلوب میں مابہ الامتیاز خصوصیات کو سمجھنے کے لئے اہل علم اور ماہرین بلاغت نے اسکا مختلف جہات سے مطالعہ کیا جسکی وجہ سے اسکے اسلوب میں مضمر وہ بہت سارے اقدار آشکارا ہوئے جو دوسرے ادب پاروں میں مفقود ہیں۔ چونکہ معجزانہ اسلوب اور زبان وبیان کے اعلی اقدار فصاحت وبلاغت سے مربوط ہیں لہذا اہل علم نے فصاحت وبلاغت، معانی، بیان اور بدیع جیسے عناصر کی تلاش قرآنی اسلوب میں کی۔ اور یہ تلاش اور مطالعہ قرون اولی کے تمام ادوار میں جاری وساری رہا، یہی وجہ ہے کہ کوئی صدی ایسی نہیں ملتی ہے جس میں اعجاز قرآن کے موضوع پر پائے جانے والے علمی سرمایہ میں اضافہ نہ ہوا ہو۔ جہاں قدیم دور میں جاحظ، واسطی، الرمانی، الخطابی، الباقلانی اور عبدالقاہر جرجانی جیسے اہل علم نے قرآن کے اعجاز اور اسکے اسرار پر مفصل بحث کی ہے وہیں اس موضوع پر جدید دور میں بھی مطالعہ اور بحث وتحقیق جاری ہے جس میں معاصر علماء قرآن کے اسلوب اور اسکے اسرار اعجاز پر تفصیلی بحث کرتے آئے ہیں۔

موجودہ دور میں قرآنی بلاغت کی پیش رفت کو ہم تین بڑے ادوار میں تقسیم کرتے ہیں جن میں مختلف علماء اور ادباء نے اس موضوع پر سیر بحث کی ہے اور یہ تین ادوار در اصل بلاغت کے تین بڑے مدارس ہیں جنہوں نے اعجاز قرآنی کے حقیقی منبع اور اصل سرچشمہ کو زیر بحث لانے کی کامیاب کوششیں کی ہیں۔ ان تین مدارس کے تین مؤسسین مصطفی صادق رافعی، محمد طاہر بن عاشور اور سید قطب ہیں۔

مصطفی صادق رافعی نے اعجاز القرآن کے حوالے سے اپنا نظریہ بہت مدلل انداز میں پیش کیا اور جب انہوں نے "تاریخ آداب العرب" نامی کتاب مدون کی تو اسمیں انہوں نے دوسرا حصہ قرآنی اعجاز اور نبوی بلاغت کے لئے خاص رکھا اور بعد میں اسکو علیحدہ کتابی شکل میں شائع بھی کیا۔ اس کتاب میں رافعی نے تین اہم پہلوؤں کو اجاگر کیا جسکی وجہ سے اس کتاب کی اہمیت میں